"جذبہ ءاموومت ہے باعث تطہیر امم"

فوزیہ فیاض(پی ایچ-ڈی سکالر)

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی

خلاصہ:

علامہ اقبال کے افکار میں قوموں کی تعمیر و تطہیر کے لیے" جذبہء امومیت" کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ تانیثیت اور صنفیت کا ایک ایسا اچھوتا اور انقلابی تصور ہمیں اقبالی تصورات میں ملتاہے جو نہ صرف اپنے طور پر ایک منفرد، جاندار اور پر اثر حیثیت رکھتا ہے۔ بلکہ قوموں کی تعمیر فکر اور تکمیل کردار میں بھی اس کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔ اقبال کے نزدیک شریعت اسلامیہ نے عورت کو محض جمالیات ورنگ کائنات ہی نہیں بنایا بلکہ اس پر قوموں کی ایسے خطوط پر تعمیر اور تطہیر کرنے کا بار عظیم بھی ڈالا ہے جو اسلامی اقدار و مشرقی تہذیب کا آئینہ دار بھی ہو اور اقبال کے تصور مرد مومن کو ایک نیا پیراہن بھی عطا کرتا ہو، اس ضمن میں وہ خاتون جنت سیدہ فاطمہؑ کے اسوہء مقدسہ کو پیش کرتے ہیں جو اپنی ذات میں جہاں تسلیم و رضا، صبر و ادب اور اطاعت و عبادت میں مقام رکھتی ہیں وہیں امومیت کے تقاضے پورے کرنے میں بے مثل ہیں۔ اقبال کے فلسفے میں ہمیں صنفیت ،تانیثیت اور امومیت سے متعلق ارتقائی فکر ملتی ہے۔ جو ایک جدید اسلامی معاشرے کی تعمیر میں معاون و مددگار ہے۔ وہ آزادیءنسواں کے حامی بھی ہیں تو حقوق تانیث کے علمبردار بھی ہیں۔ وہ عورت کی تعلیم وتدبیر کے قائل بھی ہیں تو امومیت کے احترام وتقدیس کو بھی قوموں کے عروج کا باعث سمجھتے تھے ۔ وہ مسلمان عورتوں کے لیے شرعی حدود و قیود کی پاسداری کو بھی ضروری جانتے تھے کیونکہ ان کے نزدیک جذبہءامومت قوموں کی تطہیر کا اصل بھی ہے اور انکے تمدنی ارتقاء کا منبع بھی ہے ان کے نزدیک قوموں کی تاریخ،اور ان کا ماضی وحال ماؤں کی سیرت پر منحصر ہوتا ہے۔ اور ماؤں کی پیشانی پر قوم کا نوشتہ لکھا ہوتا ہے۔ اقبال کے نظریات میں ایک ایسے مادرانہ جذبہ کی جھلک ملتی ہے۔ کہ اس جذبے کے ساتھ وہ اسلامی اقدار و تہذیبی پس منظر میں نئی نسل کے شاہینوں کو خودی کی آغوش میں یوں پروان چڑھائیں کہ وہ مغربی تہذیب کی تندئ باد مخالف سے ٹکرا کر نہ صرف اس تہذیب کو پاش پاش کر دیں بلکہ وہ جذبہ ءامومیت انہیں خلافت و نیابت کی فضاؤں میں روحانی پر بھی عطا کرے۔

می تراشد مہر تو اطوار ما

فکر ما گفتار ما کردار ما

ملت از تکریم ارحام است وبس

ورنہ کاز ندگی خام است وبس

کلیدی الفاظ: امومت۔ تطہیر۔ فکر اقبال۔ امت مسلمہ۔

تحریری مقالہ:

وجودزن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں

شرف سے بڑھ کہ ثریا سے مشت خاک اس کی

کہ ہر شرف ہے اسی درج کا در مکنوں(1)

اقبال محض شاعر نہیں بلکہ مفکر بھی تھے اور دانشور بھی۔ انکے افکار انکی پختہ اور پائیدار سوچ کی عکاسی کرتے ہیں۔ ہر دور میں انکے افکار و نظریات امت مسلمہ کے لیے مشعل راہ ہیں۔ کیونکہ اپنی فکر قرآن سے حاصل کی تھی وہ اسلامی دستور حیات کے زبردست حامی تھے۔ وہ تنگ نظر نہیں بلکہ وسیع النظر شاعر تھے۔ اسلام انسانیت کا نجات دہندہ اور ایسا عالمگیر راستہ ہے جس پر

چل کر انسان فلاح وکامرانی حاصل کرتا ہے۔(2)بحیثیت مجموعی انکی شاعری کا موضوع "امت مسلمہ" ہے۔اسی لیے

اقبال کی شاعری میں جہاں مرد مومن کا تصور ملتا ہے وہیں خاتون اسلام کا بے مثال اور منفرد تصور بھی ہمارے سامنے آتا ہے۔اقبال کے افکار نے جہاں امت مسلمہ کی تربیت و تطہیر کا بار عظیم ماؤں پر ڈالا وہیں انکے جذبہ امومت کے تقدس کے لئے ماؤں کی سیرت و کردار کو بھی اہمیت دی۔

وہ نوجوان نسل کی کردار سازی اور شخصیت کی تعمیر کی ذمہ داری ماں پر ڈالتے ہیں اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کی ذات کو مسلمان عورتوں کے لیے بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔اس لیے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کی مثال کو مسلمان خواتین کے سامنے رکھتے۔

مزرع تسلیم را حاصل بتول

مادراں ،را اسوہء کامل بتول

آں ادب پر وردہء صبر و رضا

آسیا گرداں و لب قرآں سرا(3)

اقبال عورت کو بلند مقام پر دیکھنا چاہتے ہیں۔اور دختران ملت کے لیے ایسا طرز حیات پسند کرتے ہیں جو قرون اولیٰ میں مسلمان خواتین کا تھا۔وہ خواتین احساس ذمہ داری اور عصمت وعفت کے ساتھ نہ صرف اپنی اولاد کی تربیت کرتیں بلکہ زندگی کی سرگرمیوں میں بھی بھرپور حصہ لیتیں۔(4)اقبال عورت کو معاشرے میں متحرک فرد کے طور پر دیکھنے کی خواہش کرتے ہیں مگر اسے شمع محفل بنانا پسند نہیں کرتے تھے وہ عورت کو چراغ خانہ بنانا چاہتے تھے(5)۔ وہ عورت کی تشہیر کے مخالف تھے۔انکے خیال میں عورت کے حسن وجمال کا ذرائع ابلاغ میں استعمال نہ صرف اس کے وقار کے منافی ہے بلکہ ادب کی بلندی کو بھی نقصان پہنچاتا ہے (6)

چشم آرام سے چھپاتے ہیں مقامات بلند

کرتے ہیں روح کو خوابیدہ، بدن کو بیدار

ہند کے شاعر وصورت گر وافسانہ نویس

آہ بے چاروں کے اعصاب پر عورت ہے سوار(7)

اقبال کے افکار میں آزادی نسواں کا تصور:

اقبال عورت کو ایسے مقام پر دیکھنے کے خواہاں تھے جہاں وہ وقار کے ساتھ معاشرے میں مردوں کے شانہ بشانہ فرد کی تربیت سازی میں اپنا کردار ادا کرے وہ آزادی نسواں کی آڑ میں مغربی آزاد خیالی کے سخت خلاف تھے۔وہ اس حقیقت سے واقف تھے کہ آزادی نسواں کے نام پر مغربی پراپیگنڈہ یہ ہے کہ بے حیائی اور بے راہ روی کو عام کیا جائے۔(8)اس کی وجہ یہ تھی کہ اقبال بچشم خود یورپ کی تہذیب اور معاشرت کا مشاہدہ کر چکے تھے وہ مغربی تہذیب کے کھوکھلے پن سے بھی آگاہ تھے اور جانتے تھے کہ اسلامی تہذیب کے مقابلے میں مغربی تہذیب کی ظاہری چکاچوند ایک فریب ہے (9)لہٰذا وہ امت مسلمہ اور بالخصوص خواتین کے لیے مغربی تہذیب وتمدن کو زہر قاتل سمجھتے تھے۔یورپ میں تین سالہ قیام کے دوران انہوں نے مغربی علوم وفلسفہ کا بغور مطالعہ کیا جس سے اقبال کی فکری وعقلی دریچے مزید کشادہ ہو گئے۔مغربی علوم سے انکی ذہنی وعقلی استعداد تو بڑھی مگر ساتھ ہی انہیں مغربی علم و دانش کی نارسائی کا بھی شدید احساس ہوا۔ اگرچہ وہ مغرب کی معاشرتی وتمدنی اور تخلیقی وصنعتی کاوشوں کے معترف تھے مگر انہیں اندیشہ تھا کہ کہیں امت مسلمہ اس مشینی ترقی کے ظاہری طمطراق میں نہ آجائے انہوں نے اپنے ایک خطبہ میں اس خدشے کا اظہار کیا

Our only fear is that the dazzling exterior of European culture may arrest our movement and we may fail to reach the true inwardness of that culture. (10)

یہ الفاظ علامہ اقبال نے اپنے ایک خطبہ میں کہے تھے۔ڈاکٹر اسرار احمد اس خطبہ میں "dazzling exterior" کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سے مراد مغربی تہذیب کے خارجی مظاہر ہیں جس نے حریت نسواں اور مساوات مرد وزن کی آڑ میں مرد کو نامرد اور زن کو نازن بنا کر عائلی نظام کی مقدس چاردیواری کو منہدم کر دیا ہے۔(11) مغربی تہذیب سے متعلق اقبال کہتے ہیں۔

یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر یہ حکومت

پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات

بے کاری و عریانی، مے خواری وافلاس

کیا کم ہیں، فرنگی مدنیت کے فتوحات(12)

اقبال مغرب کی ملحدانہ مادہ پرستی اور وطنی قومیت کے تفاخرانہ احساس سے بخوبی واقف ہو چکے تھے اگرچہ ہمیشہ سے انکی شخصیت میں مذہب ایک بنیادی اور قومی عنصر کے طورپہ موجود رہا تھا۔انہوں نے یورپ کے مخالفانہ ماحول میں بھی اسلامی تہذیب و تعلیم کے ساتھ اپنی وابستگی قائم رکھی(13) یہی وجہ تھی کہ وہ نوجوان نسل کی تربیت کے لیے جذبہ امومت کی اہمیت پر زور دیتے اور ماں کی عفت اور پاکدامنی کو قوموں کی ترقی وعروج کے لیے لازم وملزوم قرار دیتے وہ ماؤں کو یہ پیغام دیتے کہ اپنے بیٹوں کو مغربی تہذیب سے دور رکھیں۔

ہوشیار از دست بر د روزگار

گیر فرزندان خود را در کنار(14)

وہ مغربی معاشرے پر تنقید کرتے ہوئے کہتے کہ ؛مغرب نے دیگر معاشرتی برائیوں کے ساتھ ساتھ عورت کی بے راہ روی کو بھی اپنا شعار بنالیا ہے۔اور اپنی عیش پرستی اور جنسی بے راہ روی کے لیے عورت کو گھر سے باہر نکال کر اسے آزادی نسواں کا نام دیا ہے۔اور امومت پر کاری ضرب لگاتے ہوئے مغربی خاندانی نظام کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا اور آج بن بیاہی مائیں اور مجہول النسب بچے مغرب کی پہچان ہیں(15)

ہو فکر اگر خام تو آزادی افکار

انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ

فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور

کہ مرد سادہ ہے بے چارہ زن شناس نہیں(16)

اقبال عورت کے حقوق کے علمبردار:

وہ جانتے تھے کہ آزادی نسواں کے روپ میں مغرب کا پروپیگنڈہ مسلمان عورت کے لیے مشکلات پیدا کر دے گا جس کی وجہ سے عورت کا جذبہ امومت ختم ہو جائے گا اور ماں کی ممتا کمزور پڑ جائے گی۔(17)

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی۔

ڈونڈھ لی قوم نے فلاح کی راہ

روش مغربی ہے مد نظر

وضع مشرق کو جانتے ہیں گناہ(18)

اقبال عورت کے لیے ایسی آزادی کے حق میں تھے جس میں عورت کو حصول علم کے یکساں مواقع میسر ہوں۔اسے معاشرے کی سرگرمیوں میں شمولیت کا پورا حق ہو۔اور وہ شرعی اور قانونی طور پر اپنے حقوق کے حصول کی مجاز ہو۔وہ اسلام میں عورت کو دیے گئے مقام و مرتبے کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور بطور تفاخر اس بات کو اپنے خطبات میں بیان کرتے نظر آتے۔11جون1932کو وہ اپنے ایک جلسے میں اٹلی کے ایک معروف محقق اور مؤرخ پرنس کائتانی کا ذکر کرتے ہوئے کہتے کہ وہ اسلامی تاریخ میں گہرا شغف رکھتا تھا اور اسلامی تاریخ کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کرتا تھا اور اسلامی تاریخ میں اپنی گہری دلچپسی کی وجہ یہ بتاتا کہ "اسلامی تاریخ دنیا کی وہ واحد تاریخ ہے۔جو عورتوں کو مرد بناتی ہے۔"(19)

اقبال خواتین پر مذہب کے نام پر معاشرتی پابندیاں لگانے کے سخت مخالف تھے۔وہ خواتین کے لیے اس حق معاشرت کی بھرپور وکالت کرتے جو انہیں اسلام نے دیا تھا اس کی ایک مثال 1912 میں طرابلس میں ہونے والی ایک جنگ کے ایک واقعے سے ملتا ہے جس میں مسلمان خواتین مجاہدین کو پانی پلانے پر معمور تھیں۔اس جنگ میں ایک عرب خاتون فاطمہ بنت عبداللہ زخمیوں کو پانی پلاتے ہوئے شہید ہو گئی اس پر اقبال کا دل خون کے آنسو رویا انہوں نے اپنی شاعری میں زبردست انداز میں اس شہیدہ کو خراج تحسین پیش کیا(20)۔اقبال کا قلم گویا ہوا

فاطمہ تو آبروئے امت مرحوم ہے

ذرہ ذرہ تیری مشت خاک کا معصوم ہے

یہ سعادت حور صحرائی تیری قسمت میں تھی

غازیان دیں کی سقائی تیری قسمت میں ہے

فاطمہ! گو شبنم افشاں آنکھ تیرے غم میں ہے

نغمہ عشرت بھی اپنے نالہ ماتم میں ہے(21)

اقبال کے نزدیک فاطمہ امت مسلمہ کا گوہر نایاب تھی، اس کا یہ کارنامہ پوری امت کی ماؤں کے لیے مشعل راہ ہے۔ اقبال کی شاعری میں اس واقعے کے حوالے سے ہمیں امت کی وحدت کا اشارہ ملتا ہے۔ انہوں نے فاطمہ کو طرابلس نہیں بلکہ پوری قوم کی بیٹی کہا ہے۔(22)

اقبال کے افکار میں مساوات تانیث کا تصور:

اقبال اپنی شاعری میں عورتوں کو مردوں کے برابر درجہ دیتے ہوئے کہتے کہ مرد و زن میں چند چیزوں میں مرد کو عورتوں کو برتری حاصل ہے اور یہ برتری نسلی اور صنفی تفریق کی وجہ سے نہیں بلکہ عورت کی فطری بناوٹ اور اس کے حقوق و مصالح کی رعایت کے پیش نظر ہے۔ مرد عورتوں کے قوام ہیں۔(23)" الرجال قوامون علی النساء"(24) مگر یہ قوامیت اور نگرانی ایسی چیزیں نہیں جو عورتوں کے حقوق کو پامال کر دے یا اسے مرد کی غلام بنا دے۔ وہ ایک ماں کے لیے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی بھرپور وکالت کرتے اور اسے حیادار عفت مآب رہنے کی تلقین کرتے۔

اک زندہ حقیقت میرے سینے میں ہے مستور

کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد

نہ پردہ، نہ تعلیم، نئی ہو کہ پرانی

نسوانیت زن کا نگہباں ہے فقط مرد

جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا

اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد(25)

اقبال امت مسلمہ کی تطہیر و تربیت کے لیے جذبہ امومت کو لازم سمجھتے تھے اور چاہتے تھے کہ اسلامی معاشرے میں عورتوں کو وہی بلند مقام حاصل ہو جو اسلام کی پہچان ہے وہ معاشرے میں ماؤں کے متحرک اور فعال کردار کی ادائیگی کے خواہاں تھے۔ اقبال عورت کے اسلامی حدود و قیود کے اندر رہ کر تعلیم کے حصول کو جائز سمجھتے تھے وہ عورتوں کے لیے مرد کا غلام بنا پسند نہ کرتے مگر عورتوں کے لیے اسلام میں دی گئی آزادی کے ناجائز استعمال کے بھی مخالف تھے۔(26) وہ اس آزادی کو شرعی حدود و قیود کی پاسداری سے مشروط کرتے کیونکہ ایسی آزادی جو انسان کو مذہب کی پابندیوں سے آزاد کر دے وہ دراصل شیطان کی غلامی ہے اور آج مغرب کی اخلاقی تنزلی و ابتری کی بڑی وجہ مذہب سے بیزاری ہے۔

اس بحث کا کچھ فیصلہ میں کر نہیں سکتا

گو خوب سمجھتا ہوں کہ یہ زہر ہے وہ قند

اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش

مجبور ہیں، معذور ہیں، مردان خردمند

کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ

آزادی نسواں یا زمرد کا گلوبند(27)

وہ عائلی نظام میں ماں کے کردار کو مرکزی حیثیت دیتے۔ وہ عورت کے لیے معاشرتی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی حوصلہ افزائی کرتے مگر عورت کے لیے اپنی فطری شرم و حیا اور نسوانیت کے تقدس کی حفاظت کو بھی ضروری سمجھتے تھے۔ گھریلو امور کی دیکھ بھال اور اولاد کی تربیت کی ذمہ داری وہ ماں پر ڈالتے ہیں۔ اس لیے ان کے افکار و نظریات میں ہمیں ایک ایسی ماں کا تصور ملتا ہے جو عفت و پاکدامنی، اسلامی تعلیم و تہذیب سے آراستہ ہو۔ اقبال عورت کی پاکیزہ سیرت کو معاشرے پر اثرانداز ہوتا دیکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اس کے پرتو سے حریم کائنات میں روشنی ہے جیسے ذات باری کی تجلی حجاب کے باوجود کائنات پر ہے۔(28)

اقبال چاہتے تھے کہ ماں جذبہ حب دینی سے سرشار ہو کر نئی نسل کی تربیت اسلامی خطوط پر اس طرح کرے کہ وہ اسلامی تہذیب پر چلنے کو اپنے لیے باعث فخر جانیں اور بحیثیت مسلمان اپنا فطری اور حقیقی تشخص برقرار رکھیں۔ وہ مغربی پراگندہ سوچ سے اپنے قلب و نظر کو مکدر نہ کریں۔ اپنے اندر عقابی روح کو بیدار رکھیں تاکہ خودی کے آسمان پر اونچی پرواز کر سکیں وہ

نوجوان نسل میں ان صفات کے پیدا کرنے میں ماں کے کردار کو مرکزی حیثیت دیتے۔

رسوا کیا اس دور کو ، جلوت کی ہوس نے

،روشن ہے نگاہ ، آئینہ دل ہے مکدر

بڑھ جاتا ہے جب ذوق نظر اپنی حدوں سے

ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر

آغوش صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے

۔وہ قطرہ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر(29)

ماں کی آغوش میں اقوام کی تقدیر۔۔اقبال کا فلسفہ:

اقبال کی فکر میں قوموں کی تربیت کے آداب و اخلاق درس گاہوں میں نہیں بلکہ ماں کی گود سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ قوموں کی تاریخ،ماضی و حال ماؤں کی سیرت میں مضمر ہے۔ کیونکہ ماں کی پیشانی پر قوم کی تقدیر کا نوشتہ لکھا ہوتا ہے۔ وہ اپنی شاعری کے ذریعے ملت کی عورتوں کو قوم کی تقدیر سازی کی دعوت دیتے ہیں۔ تاکہ ملت کی شام الم صبح بہار میں بدل جائے۔ اس کے لیے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ کی مثال دیتے ہیں کہ انہوں نے قرآن پاک کی برکت سے اپنے بھائی کی تقدیر بدل دی تھی۔

اقبال عائلی نظام میں ماں کا مرکزی کردار سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک جذبہ امومت اصل کے حکم میں ہے۔اور نسل انسانی کا باغ اسی کے فیض سے تروتازہ ہے۔ماں کی گود بچے کی پہلی درس گاہ ہے۔(30)

اقبال دنیا کی سرگرمیوں میں ماں کے کردار کو انتہائی مؤثر جانتے تھے۔انکے نزدیک ماں ایک انقلاب انگیز شخصیت اور حیثیت رکھتی ہے۔دوسری طرف جو قومیں ماؤں کی قدر نہیں کرتیں تباہ ہو جاتی ہیں ۔(31) جو اپنی تربیت اور مہر آغوش کی برکت سے اولاد کی زندگی میں انقلاب روحانی پیدا کر سکتی ہے۔اقبال کے نزدیک ماں ہمارے اطوار، گفتار و کردار کی تشکیل کرتی ہے۔وہ ماں کی شفقت کو پیغمبرانہ شفقت سے تعبیر کرتے اسی لیے خدا نے ماں کے قدموں تلے جنت رکھی ہے۔امومت ایک رحمت ہے اور اسے نبوت سے نسبت حاصل ہے۔

آنکہ نازش بر وجود کائنات

ذکر او فرمود باطیب وصلٰوۃ

نیک اگر بینی امومت رحمت است

ذانکہ اورا با نبوت نسبت است

شفقت او شفقت پیغمبر است

سیرت اقوام را صورت گر اس

گفت آن مقصود حرف کن فکاں

زیر پائے امہات آمد جناں(32)

تعظیم امومت پر موقوف ہے تقدیر امم:

اقبال خود بھی اپنی والدہ محترمہ کی انتہائی تعظیم و تکریم کرتے۔اور قوموں کے عروج کو ماں کی تعظیم سے مشروط قرار دیتے۔ کیونکہ مائیں رمز اخوت کی نگہبان ہوتی ہیں۔ اقبال کے افکار کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ قوموں کی ترقی کا راز ماں کی تکریم میں ہے۔ کیونکہ قرآن و ملت کے حق میں ماؤں کا وجود تقویت کا باعث ہے۔

ملت از تکریم ارحام است وبس

ورنہ کار زندگی خار است وبس

حافظ رمز اخوت مادراں

قوت قرآن و ملت مادراں

می تراشد مہر تو، اطوار ما

فکر ما، گفتار ما، کردار ما(33)

ماں کی محبت اور شفقت کو اقبال نے انتہائی جاندار الفاظ اور نرم جذبات میں اپنی ایک نظم "ماں کا خواب" میں بیان کرتے ہوئے ہر دل کو رلایا ہے۔وہ

اس نظم میں مرحوم بیٹے کی اپنی ماں سے ملاقات کو بیان کرتے ہیں۔ کہ ماں کا عظیم رشتہ مرنے کے بعد بھی قائم رہتا ہے۔

رلاتی ہے تجھ کو جدائی میری

نہیں اس میں کچھ بھی بھلائی میری

یہ کہہ کر کچھ دیر تک چپ رہا

دیا پھر دکھا کر یہ کہنے لگا

سمجھتی ہے تو ہو گیا کیا اسے

تیرے آنسوؤں نے بجھایا اسے (34)

اقبال نے فطرت کا عظیم راز فاش کرتے ہوئے بتایا ہے کہ قوموں کی کامیابی و کامرانی ملت کے کردار سے منسلک ہے (35) جو ماؤں کی آغوش کی پروردہ ہے۔ اقبال عورت کو انتہائی عزت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ عورت میری بہن ہے، بیٹی ہے، ماں ہے۔ یہ عورت ہی تو ہے جس کی بدولت میری زندگی کی گہرائیوں سے مقدس ترین آرزوئیں بیدار ہوتی ہیں۔ جب تک عورتوں کی صحیح قدر و قیمت کا احساس نہیں ہو گا۔ حیات ملی نامکمل رہے گی۔ (36)

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی

ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد (37)

اقبال کی شاعری امت مسلمہ کی ماؤں کے لیے ایک پیغام ہے کہ وہ نوجوان نسل کی تربیت و تطہیر کا اہتمام اس انداز سے کریں کہ ان کے اندر فقر و درویشی، عزم بلند، جرآت رندانہ، متاع تیموری، اور مردان جفاکش جیسی صفات پیدا ہو جائیں۔ وہ ماؤں کو پیغام دیتے ہیں کہ نئی نسل کو مغربی تہذیب کی سحر انگیزی سے بچائیں۔ تا کہ انکا مذہبی اور قومی تشخص برقرار رہے۔ آج اس دور میں اقبال کے افکار پر عمل پیرا ہونے کی اشد ضرورت ہے۔ آج بھی اقبال کی شاعری اس پر آشوب دور میں امید نو کی کرن پیدا کرتی ہے۔ اور ماؤں کے جذبہ امومت کو جلا بخشتی ہے۔ اقبال پر امید ہیں کہ ماں کی مقدس آغوش امت مسلمہ کے جوانوں کی عقابی روح کو بیدار کرے۔ تا کہ وہ آسمان کی رفعتوں میں اپنی منزل کو تلاش کر سکیں۔

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے

وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں

کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں سے تاج سردارا

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی

ثریا سے زمیں پہ آسماں نے ہم کو دے مارا (38)

مصادر و مراجع

1. سید قاسم محمود، پیام اقبال بنام نوجوان ملت، ضرب کلیم، اقبال اکادمی پاکستان، ص-460
2. غلام احمد پرویز، اقبال اور قرآن، طلوع اسلام ٹرسٹ 1996 لاہور، ج-1، ص-205
3. ڈاکٹر اسرار احمد، علامہ اقبال اور ہم، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، ص-52
4. پیام اقبال، ص243-
5. ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، علامہ اقبال شخصیت اور فکر و فن، اقبال اکادمی پاکستان، 2004، ص53-
6. پیام اقبال، ص243-
7. پیام اقبال، ص-569-
8. ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، اقبالیات: تفہیم و تجزیہ، اقبال اکادمی پاکستان، 2004، ص69-
9. علامہ اقبال شخصیت اور فکر و فن، ص91-
10. اقبالیات: تفہیم و تجزیہ، ص-69
11. علامہ اقبال اور ہم، ص-52

12. بال جبریل،ص-58

13. اقبال کی شخصیت،ص-

14. علامہ اقبال اور ہم،ص-100

15. اقبالیات: تفہیم وے جزیہ،ص-69

16. مرتبہ حفیظ الرحمان گوہر، کلیات اقبال، اقبال اکادمی پاکستان،2004،ص-533

17. پیام اقبال،ص-224

18. کلیات اقبال،ص-319

19. علامہ اقبال شخصیت فکر وفن،ص-123

20. مولانا سید ابو الحسن ندوی، نقوش اقبال، مترجم شمس تبریز خان، مجلس نشریات اسلام، کراچی،ص- 283

21. بانگ درا،ص-214

22. پیام اقبال،ص-247

23. نقوش اقبال،ص-290

24. آیت-سورۃ النساء:34

25. ضرب کلیم: عورت کی حفاظت،ص-461

26. نقوش اقبال،ص-290

27. کلیات اقبال،ص-546

28. نقوش اقبال،ص-286

29. ضرب کلیم،ص-459

30. نقوش اقبال،ص-286

31. پیام اقبال

32. علامہ اقبال اور ہم،ص-99

33. ایضاً

34. کلیات اقبال،ص-46

35. اقبال اور قرآن،ج-1،ص-65

36. سید نذیر نیازی، تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، بزم اقبال، لاہور،1976،ص-249

37. کلیات ا

38. قبال،ص-530

39. ایضاً